بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

جب آفات آئیں

قدرتی آفات وہ تکالیف اور مصائب ہیں جو بنی نوع انسان کی آزمائش وامتحان کے لئے وقتاً فوقتاً آتی ہیں۔ یہ آزمائشیں انسان کو غفلت سے جگانے اور اصل مقصد زندگی کی طرف راغب کرنے کے لیے آتی ہیں مگر پھر بھی ہم سوچتے نہیں کہ

- یہ زلزلے کیوں آتے ہیں؟ جن سے آباد بستیاں اور شہر اجڑ جاتے ہیں، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگتے ہیں، اور یہی زلزلے جب سمندر میں آتے ہیں تو دیکھتے ہی دیکھتے سونامی طوفان کی صورت میں لاکھوں انسانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے ہیں۔
- تیز آندھیاں، شدید بارشیں اور برف باری کے طوفان کیوں آتے ہیں؟
- دریاؤں میں سیلاب اور سمندروں میں طغیانی کیونکر آتی ہے جو آبادیوں کو اپنے ساتھ خس وخاشاک کی طرح بہا لے جاتی ہے؟
- غلہ اُگلتی ہری بھری زمینیں قحط کی وجہ سے کیوں ویران اور بنجر ہو کر انسانوں کو بھوک وافلاس کا اس شدت سے شکار کر دیتی ہیں کہ وہ چمڑا اور مردار کھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں؟
- پانی، خوراک اور دیگر ضروریاتِ زندگی کیوں نایاب ہو جاتی ہیں؟ شہر کے شہر موت کی وادیوں میں کیسے تبدیل ہو جاتے ہیں؟
- پتھروں کی بارش اور انسانوں کو زمین میں دھنسائے جانے کے واقعات کیوں رُونما ہوتے ہیں؟

ان سب سوالوں کا جواب وہی دے سکتا ہے جو ان حادثات وآفات کے اسباب اور وجوہات کا پورا پورا علم اور ادراک رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (الروم : 41)

" لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہو گیا تا کہ وہ ان کو ان کے اعمال کا مزہ چکھائے، شاید کہ وہ پلٹ آئیں۔"

قرآنی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی قوم کا ضمیر مردہ ہوا ہے، وہ دنیا کی زندگی میں مست ہو کر رہ گئی، اس کی بغاوت وسرکشی حد سے بڑھ گئی، تو پھر عذاب الٰہی اس کا مقدر بنا دیا گیا۔ جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِينَ ۝ (القصص:58)

"اور کتنی ہی بستیاں ایسی تھیں جو اپنی معیشت پر اتراتی تھیں، تو یہ ان کے گھر ہیں جن میں ان کے بعد چند لوگوں کے سوا کوئی نہ بسا، اور ہم ہی اصل وارث ہیں۔"

ایک اور جگہ فرمایا: وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيصٍ ۝ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝ (قٓ:36,37)

"اور ان سے پہلے بھی ہم بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے طاقت میں بہت زیادہ تھیں وہ شہروں میں ڈھونڈتے ہی رہ گئے کہ کوئی بھاگنے کا ٹھکانہ ہے؟ بیشک اس میں ہر دل والے کے لئے عبرت ہے یا اس کے لئے جو متوجہ ہو کر سُنے اور حاضر بھی ہو۔"

آفات سے بچاؤ کیسے؟

افراد اور قوموں کی زندگیوں میں آنے والی آفات اور تباہیوں میں ہر عبرت رکھنے والی نگاہ کے لئے سبق ہے، انہیں گردشِ زمانہ یا محض ایک حادثہ کہہ کر گزر جانا صریح نادانی ہے ایسے حالات میں انفرادی اور اجتماعی اصلاح کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ مصائب جن میں آج کچھ لوگ گھرے ہوئے ہیں ہوسکتا ہے کہ کل

دوسرے بھی ان مصائب میں گھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّقُوۡا فِتۡنَةً لَّا تُصِيۡبَنَّ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡكُمۡ خَآصَّةً ج وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ o (الانفال:25)

’’اور ڈرو اس فتنے سے جو خاص طور پر صرف ان لوگوں کو نہ پہنچے گا جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔‘‘

رب کی طرف پلٹ آئیں

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر فرد اپنا ذاتی جائزہ لے کر اصلاح کا عمل فوراً شروع کر دے اور اپنے رب کی طرف پلٹنے میں ذرا دیر نہ لگائے۔

وَاَنِيۡبُوۡۤا اِلٰى رَبِّكُمۡ وَاَسۡلِمُوۡا لَهٗ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ o (الزمر:54)

’’اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے مطیع بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے پھر تم مدد نہ کئے جاؤ گے۔‘‘

تقویٰ اختیار کریں

تقویٰ کا معنی ہے ڈرنا، بچنا، پرہیزگاری اختیار کرنا، اپنے آپ کو اللہ کی نافرمانی سے بچانا اور اس کی اطاعت پر جمانا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ كَذَّبُوۡا فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ o (الاعراف:96)

’’اور (کیا ہی اچھا ہوتا) اگر بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور تقوٰی اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان وزمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلا دیا تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو (عذاب میں) پکڑ لیا۔‘‘

گناہوں کی معافی مانگیں

اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور کثرت سے استغفار کریں۔

ہودؑ نے اپنی قوم سے یہی فرمایا تھا:

وَیٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ یُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا وَّیَزِدۡکُمۡ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمۡ وَلَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ٥ (ھود:52)

’’اور اے میری قوم! اپنے رب سے بخشش طلب کرو، پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کو برستا ہوا بھیجے گا اور تمہاری قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا، لہٰذا تم مجرم بن کر نہ پلٹو‘‘۔

نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو یہی تاکید کی تھی:

فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ٥ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ٥ وَّیُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا ٥ مَالَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ٥ (نوح:10-13)

’’اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے برستا ہوا بھیجے گا۔ مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ تم اللہ کے لیے کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے۔‘‘

ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے ’’کوئی بھی بندہ جو گناہ کرتا ہے پھر اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کھڑا ہوتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے پھر اللہ سے استغفار طلب کرتا ہے تو اللہ اس کو بخش دیتا ہے (سنن ابوداؤد) اس پر نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَالَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِہِمۡ وَ مَنۡ یَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰی مَا فَعَلُوۡا وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ٥ (آل عمران :135)

’’اور جب ان سے بے حیائی کا کوئی کام سرزد ہو جائے یا وہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پس

اپنے گناہوں کے لئے بخشش مانگتے ہیں اور فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور جو انھوں نے کیا اس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کریں

ان مشکل حالات میں جب ہر فرد پریشان حال، غمزدہ اور مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو رب کی یاد ہی وہ مرہم ہے جو اِن دُکھی دلوں کو شفا دیتی ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o (الرعد:28)

"سنو! اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے:

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَاتَکْفُرُوْنِ o (البقرہ: 152)

"پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔"

صبر اور نماز سے مدد لیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ o (البقرہ:153)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر اور نماز سے مدد لو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

صبر دراصل مثبت سوچ، درست طریقے پر جم جانے اور خود کو غلط رویئے سے روکے رکھنے کا نام ہے، صبر کرنا اگرچہ مشکل کام ہے لیکن اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ o (الزمر:10)

"بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائیگا۔"

..وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ o الَّذِيۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ O اُولٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ o (البقرة 155-157)

''اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے نوازشیں اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔''

غیر معمولی حالات کچھ غیر معمولی عبادت کا تقاضا کرتے ہیں اس لئے صبر کے ساتھ ساتھ نمازوں کو وقت کی پابندی اور خشوع کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں۔ نوافل اور خصوصًا تہجد اور توبہ کے نوافل وغیرہ کا اہتمام کریں۔ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو آپؐ فوراً نماز کا رخ کرتے۔

اللہ ہی سے مانگیں

سختیوں اور مصائب کے وقت، پکارے جانے کے قابل ذات صرف اللہ کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اُدۡعُوۡا رَبَّكُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡيَةً--- (الاعراف:55)

''اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔۔۔''

خصوصاً فتنوں سے بچاؤ اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا نازل شدہ (آفات) اور جو ابھی نازل نہیں ہوئیں سب کے لئے نفع بخش ہے لہٰذا اے اللہ کے بندو دعا ضرور کیا کرو۔'' (جامع ترمذی)

مصیبت پہنچنے یا نقصان ہوجانے پر نبی کریم ﷺ نے ایک بہترین دعا سکھائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ:

''جس بندے کو مصیبت پہنچے وہ یوں کہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ اَللّٰهُمَّ اۡجُرۡنِىۡ فِىۡ مُصِيۡبَتِىۡ وَاَخۡلِفۡ لِىۡ خَيۡرًا مِّنۡهَا (صحیح مسلم)

بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر چیز (نعم البدل) عنایت فرما'' تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت پر اجر و ثواب عطا فرماتا ہے اور اس سے بہتر عطا فرماتا ہے۔

صدقہ وخیرات کا خصوصی اہتمام کریں

بلاؤں اور آفات سے بچنے کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ صدقہ وخیرات کرنا بھی بہت فائدہ مند ہے۔

صَدَقَةُ السِّرِّ تُطفِيءُ غَضَبَ الرَّبِّ (جامع الصغیر الطبرانی)

''چھپا کر صدقہ کرنا اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔''

صدقہ صرف مال دینے ہی کا نام نہیں بلکہ کسی بھی مشکل میں مبتلا لوگوں کو جسمانی، اخلاقی اور روحانی مدد دینا بھی صدقہ ہے۔

ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تیرا اپنے بھائی کے چہرے کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے اور تیرا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور کسی آدمی کی گم کردہ زمین (راہ) میں راہنمائی کرنا تیرے لئے صدقہ ہے اور کم دیکھنے والے شخص کو ہاتھ پکڑ کر لے جانا تیرے لئے صدقہ ہے اور راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا تیرے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول میں سے بھائی کے ڈول کو بھر دینا تیرے لئے صدقہ ہے۔'' (جامع ترمذی)

نیکی کے کاموں میں سبقت کریں

نیکی کے کسی موقع کو ضائع نہ کریں کیونکہ مہلت عمل نہ جانے کب ختم ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَادِرُوا بِالْاَعمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیلِ الْمُظلِمِ (صحیح مسلم)

''ان فتنوں سے پہلے اعمال خیر کرنے میں جلدی کرو جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ہر طرف چھائے ہوئے ہوں گے۔''

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

---فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ--- (البقرة:148)

''پس نیکیوں میں سبقت کرو۔''

نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں

نیکی پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نیکی کی طرف دعوت دی جائے اور برائی سے روکا جائے۔

قرآن کریم میں امت مسلمہ کی ذمہ داری ہی یہ بیان فرمائی گئی ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ--- (آلِ عمران:110)

'' تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔۔۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور تم ضرور برائی سے روکو گے ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب بھیج دے، پھر تم دعائیں کرو گے اور وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔''

(جامع ترمذی)

حقوق العباد کی ادائیگی پر خاص توجہ دیں

انسانوں کے حقوق ادا کرنے میں تاخیر نہ کریں۔ کیونکہ ایسا کرنا ظلم ہے اور ظلم کی سزا دنیا و آخرت دونوں میں ملتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ظلم کرنے سے بچو! اس لئے کہ ظلم قیامت والے دن اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔'' (صحیح مسلم)

کتاب اللہ سے سچا تعلق قائم کریں

نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرآن پڑھا کرو کیونکہ قرآن روز قیامت ان لوگوں کی سفارش کرے گا جو اس کی تلاوت کر تے ہوں گے۔'' (صحیح مسلم)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ O (صٓ:29)

''یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل وخرد رکھنے والے اس سے سبق لیں۔''

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کو پڑھا اور سمجھا جائے، اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچایا جائے اور اس کی رہنمائی میں زندگی گزارنے کے اصول طے کیے جائیں۔

عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (صحیح بخاری)

''تم میں سے بہترین وہ ہیں جو قرآن مجید کا علم حاصل کریں اور اس کی تعلیم دیں۔''

ہمیں اپنا طرز عمل بدلنا ہے صرف باتیں نہیں عملی اور ٹھوس کام کرنے کی ضرورت ہے۔

بحیثیت امت ہمیں اپنا طرز عمل بدلنا ہوگا۔ جذباتی باتوں اور زبانی دعووں کی بجائے ٹھوس کاموں کی طرف توجہ دینا ہوگی، دنیا میں تعلیم، تحقیق اور جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر اپنا ایمان مضبوط کرنا ہوگا اور اسوہ رسول ﷺ کی پیروی کرنا ہوگی اسی میں ہماری نجات ہے اور اسی سے ہماری آزمائشیں دور ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ--- (الرعد:11)

”بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ بدل ڈالیں جو ان کے نفسوں میں ہے۔“

آیئے ابتدا اپنا جائزہ لینے سے کرتے ہیں

کیا میں نے وقت کی قدر کرتے ہوئے اسے ضائع کرنا چھوڑا؟

کیا میں نے سستی، کاہلی اور غفلت چھوڑ دی؟

کیا میں نے اپنی اصلاح کی طرف کوئی عملی کوشش کی؟

کیا میں نے تعمیری کاموں میں حصہ لینا شروع کیا؟

کیا میں نے اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے استغفار طلب کی؟

کیا میں نے اپنی نمازوں کی طرف توجہ دینا شروع کی؟

کیا میں نے فضول گفتگو، جھوٹ، غیبت اور جھگڑے سے کنارہ کشی اختیار کی؟

کیا میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا؟

کیا میں نے رشتہ داروں کا حق ادا کرنے کی کوشش کی؟

کیا میں نے اللہ کے دین کو سیکھنے یا سکھانے کے حوالے سے کچھ سوچا؟

اگر ہم خود کو نہیں بدل سکتے تو دنیا کے حالات کو کیسے بدل سکتے ہیں؟